آیاتہا ۲۹ ﴿ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ٤٨ ﴾ رکوعاتہا ۴

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ فتح مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے: سورۂ فتح مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان حدیبیہ کے بارے میں اول سے آخر تک نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر کے دوران سورۂ فتح اپنی سواری پر پڑھی۔ اور پھر اسی میں واپس لوٹ آئے۔ (2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی قراءت کرتے۔ (3)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾

"یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے اور مکمل فرما دے اپنے انعام کو آپ پر اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے"۔

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو میں نے کسی شے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پس میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور تمام لوگوں سے آگے نکل گیا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 498 (3710)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 716، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی صلوۃ الصبح، جلد 2، صفحہ 76، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

اور میں ڈرنے لگا کہ میرے بارے میں قرآن کریم نازل ہوگا۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری کہ میں نے چیخ کر بلانے والے کو سنا کہ وہ مجھے بلند آواز سے بلا رہا ہے۔ پس میں واپس لوٹا اور مجھے یہ گمان ہوا کہ میرے بارے میں کوئی شے نازل ہوئی ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ کی تلاوت فرمائی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مجمع ابن جاریہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حدیبیہ میں حاضر تھے۔ جب ہم وہاں سے کراع الغمیم کی طرف واپس پھرے۔ تو اچانک لوگ اونٹوں کو تیز دوڑانے لگے۔ تو بعض لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔ پس ہم بھی لوگوں کے ساتھ سواریوں کو تیز حرکت دیتے ہوئے چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر کراع الغمیم کے مقام پر تھے۔ اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد جمع ہوگئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فتح ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔ پس میں نے خیبر کو اہل حدیبیہ پر تقسیم کر دیا ہے۔ اس میں ان کے ساتھ کوئی اور شامل نہیں ہوا مگر وہی جو حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھڑ سوار کو دو حصے عطا فرمائے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ سے آئے۔ اسی اثناء میں کہ ہم چل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ جب وہ نازل ہو رہی تھی آپ پر انتہائی شدید اور بھاری تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فکر کو دور کر دیا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرور حاصل ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ آپ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا میں فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں فتح سے مراد فتح خیبر ہے۔ (5)

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 31، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 384 (36845) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 464
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 381 (36838)
5۔ ایضاً، غزوۃ خیبر، جلد 7 صفحہ 392 (36873)

marfat.com
Marfat.com

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو۔ حالانکہ فتح مکہ بھی فتح تھی۔ لیکن ہم فتح سے مراد حدیبیہ کے دن بیعت رضوان لیتے ہیں۔ ہم چودہ سو کی تعداد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے۔ ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ تک نہ چھوڑا۔ پس جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ تو آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا اور وضو فرمایا۔ پھر کلی اور دعا کی۔ پھر وہ پانی اس کنویں میں انڈیل دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر تھوڑی ہی دور گئے کہ پھر اس کنویں نے ہمیں ہماری اور ہماری سواریوں کی ضرورت کے مطابق پانی مہیا کر دیا۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! یہ فتح نہیں ہے۔ تحقیق ہمیں بیت اللہ سے روک دیا گیا اور ہمارے قربانی کے جانوروں کو بھی روک دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر ہی ٹھہر گئے۔ اس نے اس طرح دو نکلنے والے مسلمانوں کو واپس لوٹا دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تک آپ کے ان اصحاب کی خبر پہنچ گئی کہ یہ فتح نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بہت برا کلام ہے۔ یہ تو فتح عظیم ہے۔ تحقیق مشرکین اس پر راضی ہوئے ہیں کہ وہ تمہارا دفاع اپنے شہروں سے نکل کر کریں اور تم سے قضیہ کے بارے سوال کریں اور وہ تمہارے واپس لوٹ جانے کو پسند کرتے ہیں۔ اور تحقیق انہوں نے تم سے کچھ چیزیں ناپسند کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فتح و کامرانی سے سرفراز کیا ہے اور تمہیں سالم و محفوظ، ماجور لشکریوں کی صورت میں واپس لوٹا دیا ہے۔ تو یہ بہت بڑی فتح ہے۔ کیا تم جنگ احد کا دن بھول گئے ہو۔ جب کہ تم اوپر چڑھتے جاتے تھے اور کسی کی جانب مڑ کر نہیں دیکھتے تھے اور میں تمہیں پچھلوں میں بلا رہا تھا۔ کیا تم یوم احزاب کو بھول گئے ہو۔ جب کہ وہ لشکر تمہاری اوپر کی جانب سے اور تمہاری نیچے کی جانب سے تمہاری جانب آ گئے۔ جب کہ آنکھیں تھک گئیں، دل مونہوں کی جانب آنے لگے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے؟ مسلمانوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ فتح عظیم ہے۔ قسم بخدا! اے اللہ کے نبی ﷺ اور آپ یقیناً اللہ تعالیٰ اور ہمارے متعلقہ امور کے بارے میں بہتر اور اچھا جانتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس غزوہ میں وہ کچھ حاصل ہوا جو کسی اور غزوہ میں حاصل نہیں ہوا اور اس میں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ جو بیعت رضوان کی گئی ہے وہ حدیبیہ کی فتح ہے۔ اور جو الزام آپ پر (ہجرت) سے پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے وہ دور فرما دیئے گئے۔ اور صحابہ کرام نے بیعت رضوان کی سعادت حاصل کی۔ اور انہیں خیبر کی کھجوریں

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 598، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب نزول سورۃ الفتح، جلد 4، صفحہ 160، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ قربانیاں اپنے مذبح تک پہنچ گئیں۔ رومی اہل فارس پر غالب آئے اور مومنین کتاب اللہ کی تصدیق اور اہل کتاب کے آتش پرستوں پر غالب آنے سے مسرور اور خوش ہوئے۔(1)

امام بیہقی نے مسور اور مروان رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے واقعہ حدیبیہ کے بارے میں کہا ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ واپس مراجعت فرما ہوئے۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین تھے تو اول سے لے کر آخر تک سورۂ فتح نازل ہوئی۔ پس جب لوگ پر امن ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاملات میں شریک ہونے لگے تو جس سے بھی اسلام کے بارے گفتگو کی وہی اس میں داخل ہو گیا۔ پس ان سالوں میں ان سے کہیں زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے جتنے کہ اس سے قبل داخل ہوئے تھے۔ اس طرح صلح حدیبیہ فتح عظیم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کے بارے فرمایا کہ بلاشبہ ہم نے آپ کے لیے واضح اور قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ یہ سورۂ حدیبیہ کے سال اس قربانی کے بارے میں نازل ہوئی جو حدیبیہ کے مقام پر دی گئی۔ اور آپ ﷺ کے اپنے سر کا حلق کرانے کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کے لیے واضح اور بین فیصلہ فرما دیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حدیبیہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا یہ فتح ہے کیوں کہ اس کے بارے یہ حکم نازل کیا گیا ہے؟ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، یہ فتح عظیم ہے۔ مزید فرمایا: دو ہجرتوں کے درمیان بطور حد فاصل فتح حدیبیہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ (الحدید:10) الآیہ (تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ آیت میں فتح مبین سے مراد فتح مکہ ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابو خالد واسطی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن تاریکی میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ حالانکہ کبھی اندھیرا ہوتا تھا اور کبھی روشنی ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ فرماتے: ان دونوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔ تاکہ اہل ایمان باہمی اختلاف نہ کریں۔ پس آپ ﷺ نے ایک دن ہمیں اندھیرے میں نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کا چہرۂ اقدس گویا مصحف کا ورق تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہو؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ یا رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 81

marfat.com

Marfat.com

اللہ ! ﷺ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: البتہ میں نے دو فرشتوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں اس رات میرے پاس حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے مجھے بازو سے پکڑا اور مجھے آسمان دنیا کی طرف لے کر چلے گئے۔ پس ہمارا گزر ایک فرشتے کے پاس سے ہوا اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر ہے۔ اور وہ اسے اس آدمی کے سر میں مارتا ہے۔ نتیجۃً اس کا دماغ ایک جانب جا گرتا ہے اور پتھر دوسری جانب جا گرتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ سو میں چلنے لگا۔ تو اچانک میری نگاہ ایک فرشتے پر پڑی اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ جن کا سرا مڑا ہوا ہے۔ پس وہ اسے اس کی دائیں باچھ میں رکھتا ہے یہاں تک کہ اسے کان تک چیر ڈالتا ہے۔ پھر اسے بائیں جانب سے پکڑ لیتا ہے۔ اتنے میں دائیں جانب جڑ جاتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلو۔ پس میں آگے گیا۔ تو وہاں خون کی ایک نہر تھی اور وہ اس میں اس طرح جوش مار رہا تھا جب کہ ہنڈیا ابلتی ہے۔ اس میں ایک ننگی قوم تھی اور نہر کے کنارے پر فرشتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کے ڈھیلے تھے۔ جب بھی ان میں سے کوئی باہر آنے کی کوشش کرتا تو فرشتے وہ مٹی کا ڈھیلا اسے مارتے۔ جو اس کے منہ میں جا لگتا اور وہ پھر اسی نہر کے نیچے کی جانب جا گرتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ سو میں آگ چلا۔ تو وہاں ایک کمرہ تھا۔ اس کے نیچے کی جانب اوپر کی جانب سے زیادہ تنگ تھی۔ اس میں بھی ننگے بدن لوگ تھے۔ ان کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ اور جو بدبو ان سے نکل کر آ رہی تھی اس کی وجہ سے میں نے اپنی ناک کو بند کر لیا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرشتوں نے کہا: آگے چلو۔ چنانچہ میں آگے چلا تو وہاں میں نے ایک سیاہ رنگ کا ٹیلہ دیکھا۔ اس پر ایک مجنون قوم تھی۔ ان کی دبروں سے آگ نکل رہی تھی اور ان کے مونہوں، نتھنوں، کانوں اور ان کی آنکھوں سے بھی آگ نکل رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ چنانچہ میں آگے چلا۔ اور وہاں میں نے بہت بڑی انتہائی شدید آگ دیکھی، اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے، جو شے اس سے باہر نکلتی ہے وہ اس کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ دوبارہ اسے آگ میں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان فرشتوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ پس میں آگے چلتا گیا۔ تو وہاں ایک باغ تھا، اس میں ایک اتنے خوبصورت شیخ تشریف فرما تھے کہ ان سے بڑھ کر کوئی حسین و جمیل نہیں۔ ان کے ارد گرد بچے ہیں۔ اور درخت ہیں جن کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ پس میں اس درخت پر چڑھا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ میں نے وہاں ایسے گھر دیکھے کہ ان سے زیادہ حسین اور خوبصورت کوئی نہیں۔ وہ وسیع کوکھ والے زمرد سے بنے ہوئے تھے۔ سبز زبرجد کے اور سرخ یاقوت سے بنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ میں آگے چلا گیا۔ میں نے وہاں ایک نہر دیکھی۔ اس پر سونے اور چاندی کے دو پل تھے۔ نہر کے دونوں کناروں پر اندر سے خالی کشادہ موتیوں اور سرخ یاقوت کے ایسے خوبصورت گھر بنے ہوئے تھے کہ ان سے زیادہ حسین کوئی گھر نہیں اور اس میں پیالے اور لوٹے بکھرے پڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں فرشتوں نے مجھے کہا: نیچے اتر آؤ۔ سو میں نیچے اترا۔ اپنے ہاتھ سے ان میں سے ایک برتن اٹھایا۔ اسے وہاں سے بھرا اور پھر اسے پی لیا۔ تو وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں اور میٹھا تھا۔ دودھ سے بڑھ کر سفید اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم تھا۔ پھر ان دونوں سے مجھے بتایا: آپ

marfat.com

Marfat.com

نے وہ پتھر والا جو دیکھا کہ اس کے ساتھ اس کے سر کو مارا جا رہا تھا۔ اس کا دماغ ایک جان جا گرتا تھا اور پتھر دوسری جانب جا گرتا تھا۔ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز کے وقت سو جاتے ہیں اور اپنی نمازیں بغیر اوقات کے پڑھتے ہیں۔ انہیں اس پتھر کے ساتھ مارا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم کی آگ میں پہنچ جائیں گے۔ اور وہ جو لوہے کی سلاخوں والا آدمی تم نے دیکھا کہ اس پر فرشتہ مقرر ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ وہ اس کی دائیں باچھ کو چیرتا ہے۔ یہاں تک کہ کان تک چیر ڈالتا ہے پھر بائیں جانب سے اسے پکڑ لیتا ہے، اتنے میں دائیں جانب جڑ جاتی ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اہل ایمان کے درمیان چغل خوری کرتے رہے ہیں اور ان کے درمیان فساد برپا کرتے رہے۔ پس انہیں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم کی آگ میں داخل ہو جائیں گے، اور وہ فرشتے جن کے ہاتھوں میں ڈھیلے تھے اور جب بھی کوئی باہر آنے کی کوشش کرتا، تو وہ ڈھیلا اس پر پھینکتے اور وہ اس کے منہ پر جا لگتا نتیجۃً وہ اس نہر کے نیچے تک جا گرتا۔ وہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔ انہیں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ آگ میں جا پہنچیں گے۔ اور وہ کمرہ جو آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ وہ اوپر کی نسبت نیچے سے زیادہ تنگ ہے۔ اس میں ایک ننگے بدن قوم ہے۔ ان کے نیچے آگ جل رہی ہے اور آپ نے ان سے آنے والی بدبو کے سبب اپنی ناک کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور وہ بدبو ان کی شرمگاہوں سے آ رہی تھی۔ انہیں جہنم کی آگ میں داخل ہونے تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ رہا وہ سیاہ ٹیلہ جس پر آپ نے پاگلوں کی ایک جماعت دیکھی تھی کہ ان کی دبروں میں آگ پھونکی جا رہی تھی۔ اور وہ ان کے مونہوں، نتھنوں، آنکھوں اور کانوں سے نکلتی تھی۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو قوم لوط کے عمل جیسا فاعل اور مفعول بہ کا عمل کرتے رہے ہیں۔ پس انہیں جہنم میں داخل ہونے تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اور وہ شدید آگ جس پر آپ نے ایک فرشتے کو مقرر دیکھا کہ جب بھی کوئی شے اس سے باہر نکلتی ہے۔ تو وہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور اسے دوبارہ آگ میں لوٹا دیتا ہے۔ تو وہ جہنم ہے۔ جو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین فرق کرتی ہے۔ اور وہ جو باغ جو آپ نے دیکھا وہ جنت الماوی ہے۔ اور جب وہ شیخ آپ نے دیکھے کہ ان کے اردگرد بچے ہیں وہ ان کے بیٹے ہیں۔ اور وہ درخت جو آپ نے دیکھا پھر اس کی طرف بڑھے اور اس کی طرف بڑھے اور اس میں وسیع کوٹھے والے زمرد، سبز برجد اور سرخ یاقوت کے بنے ہوئے اسے حسین وجمیل گھر بنے ہوئے تھے کہ ان سے بڑھ کر کوئی حسین گھر کوئی نہیں۔ وہ علیین میں رہنے والے انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین اور حسن اولئك رفیقا کے محلات ہیں۔ اور وہ نہر جو آپ نے دیکھی وہ آپ کی وہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اور یہ آپ کے اور آپ کی اہل بیت کے محلات ہیں۔ فرمایا: پھر مجھے اوپر سے ندا دی گئی یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ سوال کیجئے۔ دامن طلب پھیلا رہے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ پس میں بہت گھبرا گیا۔ میرا دل کانپنے لگا اور میرا ہر عضو مضطرب ہو گیا۔ اور میں نے جواب دینے کی طاقت نہ رکھی۔ ایک فرشتے نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور میرے ہاتھ پر اسے رکھ دیا اور دوسرے فرشتے نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا۔ اور اسے میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو اس سے مجھے سکون حاصل ہو گیا اور اضطراب جاتا رہا۔ پھر مجھے اوپر سے آواز دی گئی: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔ طلب کیجئے آپ کو عطا فرمایا جائے گا۔ فرمایا: میں نے عرض کی "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اَنْ تُثْبِتَ شَفَاعَتِیْ وَاَنْ تُلْحِقَ بِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ وَاَنْ اَلْقَاكَ وَلَا ذَنْبَ

Marfat.com
marfat.com

لِیَ "" اے اللہ! بے شک میں تجھ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ میری شفاعت کو ثابت رکھ، میرے اہل بیت کو میرے ساتھ ملا دے اور میری تیرے ساتھ ملاقات اس حال میں ہو کہ میرے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔" فرمایا پھر مجھے واپس لایا گیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح یہ مجھے عطا کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ وہ بھی مجھے عطا فرمائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام سلفی رحمہ اللہ نے طیوریات میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے مسعودی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے جس نے رمضان المبارک کی پہلی رات نوافل میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ پڑھی تو وہ اس سال محفوظ رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الآیہ۔ اس کے بارے ابن منذر نے حضرت عامر اور ابوجعفر سے یہ قول بیان کیا ہے تا کہ دور فرما دے اللہ تعالیٰ وہ الزام جو آپ پر زمانہ جاہلیت میں لگائے گئے اور جو زمانہ اسلام میں لگائے گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ ارشاد کے بارے میں ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مَا تَقَدَّمَ سے مراد وہ ہیں جو عہد جاہلیت میں ہوئے اور وَ مَا تَاَخَّرَ سے مراد وہ ہیں جو عہد اسلام میں ہوئے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ بھی نہیں کیا۔

امام ابن سعد رحمہم اللہ نے مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ہم ضجنان میں تھے تو میں نے لوگوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ یہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ پر حکم نازل کیا گیا ہے۔ سو میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے آملے۔ تو آپ ﷺ یہ پڑھنے لگے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔ تو جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو مبارک عرض کی تو مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کو مبارک پیش کی۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ الآیہ تو آپ ﷺ نے عبادت میں خوب جدوجہد کی۔ تو آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ یہ محنت اور کوشش کیسی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا" کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تو حضور نبی کریم ﷺ نے روزے رکھے اور نمازیں پڑھیں یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو گئے۔ اور اتنی عبادت کی یہاں تک کہ (آپ ﷺ کا وجود) پرانی مشک کی طرح ہو گیا۔ تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ اپنے لیے اتنی مشقت اٹھا رہے ہیں

marfat.com

Marfat.com

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے الزہد رحمہم اللہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو عبادت مشغول کر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ لوگوں پر پرانی مشک کی طرح ظاہر ہوتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف نہیں فرمادیئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قیام کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کیا ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہیں ہوں؟(1)

امام ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو جاتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف نہیں فرمادیئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہیں ہوں۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو جاتے تھے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ اتنی مشقت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرمادی ہے؟ تو آپ ﷺ فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(4)

امام حسن بن سفیان اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عبیط بن شریط اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 140، دار الفکر بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 73 (2893)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 139
4۔ شعب الایمان، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 185 (1495)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 141

marfat.com

Marfat.com

نماز پڑھتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کرتے یہاں تک کہ آپ پرانی مشک کی طرح ہو گئے۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سی شے ہے جو اس ساری مشقت پر آپ کو ابھارتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت چار رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ پھر آپ مسلسل جاری رکھتے تھے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اتنی طویل کرتے یہاں تک کہ مجھے آپ پر رحم آنے لگتا۔ تو میں عرض کرتی بابی انت وامی یا رسول اللہ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(3)

رہا ارشاد گرامی وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ تو اس کے بارے امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ، فتح خیبر اور فتح طائف ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

"وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو اہل ایمان کے دلوں میں تاکہ وہ اور بڑھ جائیں (قوت) ایمان میں اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، بہت دانا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آیت میں السکینہ سے مراد رحمت ہے۔ اور لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ کے بارے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہادت کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جب مومنین نے اس کی تصدیق کی تو اس نے ان کے لیے نماز کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اس کی تصدیق کی تو اس نے ان میں زکوٰۃ کا اضافہ کر دیا۔ پس جب انہوں نے اس کی تصدیق کی تو اس نے ان میں روزے کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اس کی تصدیق کر چکے تو ان کے لیے حج کا اضافہ ہو گیا۔ جب اس کی تصدیق کر چکے تو ان میں جہاد کا اضافہ ہو گیا۔ پھر اسی طرح ان

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 142، دار الفکر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143

3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 8، صفحہ 289، مطبعۃ السعادۃ مصر

marfat.com

Marfat.com

کے لیے ان کا دین مکمل کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:3) (آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس اہل زمین و آسمان کے ایمان کو پختہ و مضبوط کر دیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی تصدیق و تکمیل کر دی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے تا کہ وہ اپنی پہلی تصدیق کے ساتھ تصدیق میں اور بڑھ جائیں۔

لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۶﴾ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۷﴾

"تا کہ داخل کر دے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور دور فرما دے ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تا کہ عذاب میں مبتلا کر دے منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر ہے بری گردش اور ناراض ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان پر اور (اپنی رحمت سے) انہیں دور کر دیا ہے اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جہنم۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے"۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ سے لوٹتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل کی گئی ہے جو مجھے ہر اس شے سے محبوب ہے جو زمین پر موجود ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت صحابہ کرام کو پڑھ کر سنائی۔ تو ان تمام نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تو بیان فرما دیا جو کچھ وہ آپ کے ساتھ کرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

8A A

گا۔ لیکن ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ہم حدیبیہ سے لوٹے تو اس وقت حضور نبی رحمت ﷺ کے صحابہ کرام غم و اندوہ اور حزن و ملال میں مبتلا تھے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قربانی کے جانور اپنی جگہوں میں ذبح کیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایک واضح اور روشن آیت نازل کی گئی ہے جو میرے نزدیک تمام دنیا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسا فرمایا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ آیت کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے پہلی دو آیتیں پڑھیں: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو! لیکن ہمارے لیے کیا ہے؟ تو پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الآیہ۔ پس جب ہم خیبر آئے تو جونہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کا لشکر دیکھا تو پیٹھیں پھیر کر قلعے کی طرف بھاگ نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ'' (خیبر ویران ہو گیا کیونکہ جب ہم کسی قوم کے پاس اترتے ہیں تو ڈرنے والوں کی صبحیں خراب ہو جاتی ہیں) (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الآیہ۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: آپ کے رب نے آپ کو جو کچھ عطا فرمایا وہ آپ کے لیے مبارک ہو۔ یہ تو آپ کے لیے ہے لیکن ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الی آخر الآیہ۔ (3)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۚ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٩﴾

''بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا۔ تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو۔ اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح و شام''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر گواہ بنا کر کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی۔ وَمُبَشِّرًا کہ آپ ﷺ جنت کی بشارت دیتے ہیں انہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وَنَذِيرًا اور لوگوں میں

1۔ سنن ترمذی تفسیر سورۃ الفتح، جلد 2، صفحہ 159، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم تفسیر سورہ فتح، جلد 2، صفحہ 499 (3713)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

3B

سے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اسے ڈراتے ہیں۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فرمایا (تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر) اس کے وعدے، حساب اور بعث بعد الموت کے ساتھ ایمان لاؤ۔ وَ تُعَزِّرُوْهُ فرمایا: تاکہ تم ان کی مدد کرو۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ فرمایا اور دل سے تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کرو اس کی حاکمیت، تفخیم شان، اور اس کے شرف وعظمت کو تسلیم کرتے ہوئے۔ فرمایا بعض قراتوں میں اس طرح ہے: "وَيُسَبِّحُوا اللّٰهَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَ تُعَزِّرُوْهُ۔ فرمایا: تاکہ وہ اس کی مدد کریں۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ تاکہ وہ اس کی تعظیم کریں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: وَ تُعَزِّرُوْهُ یعنی تم اس کی بزرگی اور عظمت شان کو بیان کرو۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ اور تم اس کی تعظیم کرو۔ یعنی محمد ﷺ کی عظمت وشان بیان کرو اور آپ کی تعظیم کرو۔ (3)

امام ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وَ تُعَزِّرُوْهُ فرمایا تم آپ کے سامنے تلوار کے ساتھ جہاد کرو۔ (4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ معنی بیان کیا ہے تم آپ کی معیت میں تلوار کے ساتھ جنگ کرو۔ (5)

امام ابن عدی، ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: وَ تُعَزِّرُوْهُ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے: "تاکہ تم اس کی مدد کرو"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے تھے لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ فرمایا آپ کہا کرتے تھے: جب یاء یا تاء میں اشکال ہو جائے۔ تو تم اسے یاء پر محمول کرو کیونکہ سارے کا سارا قرآن یاء پر محمول ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ فرمایا وَ تُسَبِّحُوْهُ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں اس کی ذات کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ (6)

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 500 (3715)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 88
6۔ ایضاً

marfat.com

قراءت میں ہے ''وَيُسَبِّحُوا اللهَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح پڑھتے تھے: ''ويسبحوا الله بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا''۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾

''(اے جان عالم!) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کو توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں ''حدیبیہ کے دن''۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ ﷺ کی بیعت کی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بیعت تھی جب کہ آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی گئی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الآیہ، پس حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت وہ تھی جس پر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اور حق کی اطاعت کے لیے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ میری بیعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں۔ اور جب میں اس کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری پیروی کرنا لازم نہیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور حق کی اطاعت و پیروی کے لیے بیعت کرو۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اور حق کی اطاعت کے لیے تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن اعرج رحمہما اللہ سے روایت بیان کی ہے: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) کہ وہ فرار نہ ہوں گے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اس پر کہ ہم نشاط و خوشحالی اور کسل مندی کے ہر قسم کے حالات میں آپ کا ارشاد سنیں گے اور حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

کی تعمیل کریں گے، تنگی اور خوشحالی ہر قسم کے حالات میں نفقہ ادا کریں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا رہیں گے۔ اور اس پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ اس کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ہمارے لیے رکاوٹ نہیں بنے گی اور اس پر یہ بیعت کی کہ ہم آپ کی مدد کریں گے جب آپ ہمارے پاس یثرب قدم رنجہ فرما ہوں گے، اور ہم آپ کی ہر اس شے سے حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی جانوں، بیویوں اور اولادوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے لیے جنت ہوگی۔ پس جس نے وعدہ وفا کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے وعدہ وفا کرے گا، اور جس نے توڑ دیا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی ذات پر ہوگا۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾

”عنقریب آپ سے عرض کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے چھوڑے گئے تھے ہمیں بہت مشغول رکھا ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے پس ہمارے لیے معافی طلب کریں۔ (اے حبیب!) یہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ آپ (انہیں) فرمائیے کون ہے جو اختیار رکھتا ہو تمہارے لیے اللہ کے مقابلے میں کسی چیز کا، اگر ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی ضرر کا یا ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی نفع کا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے“۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے اور خیبر کی جانب چلے تو بعض دیہاتی لوگ آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور وہ اپنے گھر والوں سے جا ملے، لیکن جب انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے تو وہ بھی آپ کی طرف چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ جو لوگ بھی آپ سے پیچھے رہے ان میں سے کسی کو بھی خیبر کے مال غنیمت میں سے کچھ عطا نہ فرمائیں۔ اور جو اس فتح میں شریک ہوئے ہیں انہیں میں ہی اس کا مال غنیمت تقسیم فرمائیں۔ اسی کے بارے یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جو آپ سے پیچھے رہ گئے ان میں سے کسی کو خیبر کے مال غنیمت میں سے کوئی شے بھی عطا نہ کریں (وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ کے

Marfat.com
marfat.com

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ کے دیہات جہینہ اور فزینہ تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ کی طرف نکلتے وقت ان سے مدد چاہی۔ تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے ساتھ اس قوم کی طرف جائیں جو آپ کی جانب آئے اور انہوں نے آپ کے اصحاب کے ساتھ قتال کیا کہ ہم ان کے گھروں میں جا کر ان سے قتال کریں۔ پس انہوں نے کام کے بہانے آپ کو ٹال دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کے لیے آئے اور آپ کے اصحاب نے اہل حرم میں سے کچھ غافل لوگوں کو پکڑا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ قبائل بطن مکہ میں آباد تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراجعت فرما ہوئے تو آپ نے بہت سے مال غنیمت کا وعدہ کیا۔ پس خیبر آپ کو عطا فرما دیا گیا۔ تو پیچھے رہ جانے والوں نے کہا: ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ (فتح:15) ہمیں بھی اجازت عطا فرمائیں کہ ہم تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ یہ وہی مال غنیمت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا اور ان پر ایک ایسی قوم کی جنگ آ پڑی جو انتہائی طاقتور اور قوی ہے۔ اور وہ اہل فارس ہیں اور وہ کثیر غنائم جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا وہ ہیں جنہیں وہ آج دن تک حاصل کر لیں گے۔(1)

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾

"حقیقت یہ ہے کہ تم نے خیال کر لیا تھا کہ اب ہرگز لوٹ کر نہیں آئے گا یہ پیغمبر اور ایمان والے اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی، اور بڑا خوشنما لگتا تھا یہ ظن (فاسد) تمہارے دلوں کو اور تم طرح طرح کے برے خیالوں میں مگن رہے (اس وجہ سے) تم برباد ہونے والی قوم بن گئے۔ اور جو نہ ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو بے شک ہم نے ان تمام کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ بخش دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96-93-91، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ کہیں گے (پہلے سفر جہاد سے) پیچھے چھوڑے جانے والے جب تم روانہ ہو گے اموال غنیمت کی طرف تا کہ تم ان پر قبضہ کرلو، ہمیں بھی اجازت دو کہ تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کو بدل دیں۔ فرمایئے تم قطعاً ہمارے پیچھے نہیں آسکتے۔ یونہی فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے۔ پھر وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ ہم سے حسد کرتے ہو۔ (ان کا یہ غلط خیال ہے) درحقیقت وہ (احکام الٰہی کے اسرار کو) بہت کم سمجھتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے بارے میں یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ ہرگز اپنے ان گھروں کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ بے شک عنقریب وہ ہلاک کردیئے جائیں گے۔ اسی گمان کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ حالانکہ وہ اپنے قول میں جھوٹے تھے۔ اور ارشاد گرامی سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا کے بارے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو معاہدہ حدیبیہ کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے وہ تمہاری طرح ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فرمایا: مال غنیمت جہاد کے واسطے بنایا گیا ہے۔ بے شک خیبر کا مال غنیمت تو ان لوگوں کے لیے تھا جو حدیبیہ میں تھے، دوسروں کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فرمایا۔ پس انہیں غزوہ حنین کے وقت ہوازن اور ثقیف کی طرف بلایا گیا۔ تو ان میں سے بعض نے انتہائی حسین اور خوبصورت جواب دیا اور جہاد میں رغبت رکھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے معذور لوگوں کے عذر قبول فرمالیے۔ اور فرمایا لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (النور: 61) (نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے۔ اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ کا مفہوم ہے: قوم نے نفاق کا اظہار کیا۔ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ (وہ ظن یہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز واپس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ کا معنی ہے: وہ چاہتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ کو بدل دیں۔ وہ مسلمانوں کو جہاد سے روکتے تھے اور انہیں بھاگ جانے کا مشورہ دیتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں اس سے مراد فارس ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ کے بارے آپ نے فرمایا۔ ان سے مراد بارز یعنی کرد قوم ہے۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے الکبیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فارس کے دیہات اور عجم کے کرد ہیں۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بنو حنیفہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فرمایا: وہ ابھی تک نہیں آئے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾

"فرما دیجئے ان پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں کو کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک ایسی قوم سے جہاد کی جو بڑی سخت جنگجو ہے۔ تم ان سے لڑائی کرو گے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ پس اگر تم نے اس وقت اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے (اس وقت بھی) منہ موڑا جیسے تم نے پہلے منہ موڑا تھا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے مدینہ طیبہ کے دیہاتیوں میں سے جہینہ اور مزینہ ان دو قبائل کو بلایا جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی طرف خروج کے وقت بلایا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ فارس کی طرف دعوت دی۔ فرمایا: اگر تم اطاعت کرو گے جب تمہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) بلائیں گے تو یہ تمہاری جانب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے کے جرم کی توبہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اجر حسن عطا فرمائے گا۔ اور جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہیں دعوت دی تو اگر تم نے اس وقت بھی منہ موڑا جیسا کہ تم نے پہلے منہ موڑا تھا جب کہ تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تھی۔ تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ میں قوم سے مراد اہل فارس اور روم ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَوْمٍ سے مراد بتوں کے پرستار ہیں۔

فریابی اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ قَوْمٍ سے مراد ہوازن اور بنی حنیفہ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

امام سعید بن منصور، ان جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس قَوۡمٍ سے مراد غزوۂ حنین میں بنی ہوازن تھے۔(1)

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾ وَّ أُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾ وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

"نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی مریض پر کوئی گناہ ہے (اگر یہ شریک جہاد نہ ہو سکیں) اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں۔ اور جو شخص روگردانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔ یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اتارا اس نے اطمینان کو ان پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا کیں) جن کو وہ (عنقریب) حاصل کریں گے، اور اللہ سب سے زبردست، بڑا دانا ہے۔ (اے غلامانِ مصطفیٰ!) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم (اپنے اپنے وقت پر) حاصل کرو گے۔ پس جلدی دے دی ہے تمہیں یہ (صلح) اور روک دیا ہے اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے۔ اور تاکہ ہو جائے یہ (ہماری نصرت کی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

نشانی اہل ایمان کے لیے اور تاکہ ثابت قدمی سے گامزن رکھے تمہیں صراط مستقیم پر۔ اور کئی مزید فتوحات بھی جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اگر جنگ کرتے تم سے یہ کفار تو پیٹھ دے کر بھاگ جاتے پھر نہ پاتے کسی کو (دنیا بھر میں) اپنا دوست اور مددگار۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ اور اللہ کے دستور میں تو ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا"۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا اور میں قلم اپنے کان پر رکھتا تھا۔ جب جہاد کا حکم ہوا تو ایک نابینا حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کی: میرے لیے کیا حکم ہے حالانکہ میں تو نابینا ہوں۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ الآیہ۔ فرمایا یہ حکم جہاد کے بارے ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ان پر جہاد فرض نہیں۔

رہا ارشاد گرامی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ تو اس کے بارے امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس اثناء میں کہ ہم قیلولہ کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ اعلان کیا: اے لوگو! بیعت کے لیے آؤ، بیعت کے لیے آؤ۔ روح القدس نازل ہوئے ہیں۔ سو ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑ کر آئے۔ آپ ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے اور ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو لوگوں نے کہا: ابن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے تو صد مبارک ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر لیں گے اور ہم تو یہاں ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر وہ اتنے اتنے برس بھی وہاں ٹھہرا رہے گا تو وہ طواف نہیں کرے گا، یہاں تک کہ میں طواف کر لوں۔ "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتّٰى اَطُوْفَ" (1)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ طارق بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں حج کرنے کے لیے گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا، جو نماز ادا کر رہے تھے۔ تو میں نے دریافت کیا کیا یہ مسجد ہے؟ تو لوگوں نے بتایا یہ وہ درخت ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان لی تھی۔ سو میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس کے بارے اطلاع دی۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے باپ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان میں شامل تھے جنہوں نے درخت کے نیچے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ لیکن جب ہم آئندہ سال آئے تو ہم اس درخت کو بھول گئے اور ہم اسے پا نہ سکے۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تو اسے نہ جانتے تھے اور تم اسے جانتے ہو۔ سو تم زیادہ جاننے والے ہو۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 599، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کے پاس آتے ہیں جس کے نیچے بیعت کی گئی تو آپ نے اسے کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ وہ کاٹ دیا گیا۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ لوگ کتنے تھے جو بیعت رضوان میں حاضر تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ پندرہ سو تھے۔ پھر میں نے کہا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ چودہ سو افراد تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان پر رحم فرمائے۔ انہوں نے ہی مجھے بیان کیا ہے کہ وہ پندرہ سو افراد تھے۔(1)

امام بخاری، مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب شجرہ (درخت کے نیچے بیعت کرنے والے) تیرہ سو افراد تھے۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو افراد تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: تم اہل زمین سے بہتر ہو: ''اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ''۔(3)

امام بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب، بخاری، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم اہل زمین سے بہتر ہو۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ درخت کے نیچے (بیعت میں) چودہ سو افراد (شریک) تھے۔

امام بخاری نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے۔ تو ان سے پوچھا گیا: کون سی شے پر تم بیعت کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: موت پر۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ حدیبیہ کے مقام پر اترے۔ تو وہاں آپ ﷺ کے خیمہ زن ہونے کے سبب قریش گھبرا گئے۔ تو آقائے دوجہاں ﷺ نے یہ پسند فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے کوئی آدمی ان کی طرف بھیجیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی طرف بھیجنے کے لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں پرامن اور محفوظ نہیں ہوں۔ بنی کعب کا کوئی آدمی بھی مکہ مکرمہ میں نہیں ہے کہ اگر مجھے کوئی اذیت دی جائے تو وہ میرا ساتھ دے اور میرے لیے اظہار ناراضگی کرے۔ آپ حضرت

1۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 598، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 102
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب مبایعۃ الامام، جلد 13، صفحہ 4 (71)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ ایضاً
5۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 599، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com

Marfat.com

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیجئے۔ کیونکہ ان کا خاندان وہاں ہے۔ وہ بالیقین آپ کی جانب سے وہ پیغام ان تک پہنچا دیں گے جو آپ نے ارادہ فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: انہیں جا کر اطلاع دو کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس جا کر انہیں فتح کی خوشخبری سناؤ اور انہیں یہ خبر دو کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکہ مکرمہ میں غالب کر دے گا یہاں تک کہ اس میں ایمان سے کوئی شے مخفی نہیں رہے گی۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قریش کی طرف گئے اور انہیں جا کر اطلاع دی تو مشرکین نے آپ کو وہاں روک لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کی دعوت دی۔ اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان فرمایا: خبردار سنو! روح القدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ کو بیعت کا حکم دیا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرو۔ تو یہ اعلان سنتے ہی جانثاران مصطفیٰ پروانوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھے اور آپ درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ کبھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قریش پر رعب ڈال دیا۔ نتیجۃً انہوں نے ان تمام مسلمانوں کو آزاد کر دیا جنہیں انہوں نے روک رکھا تھا اور انہیں مذاکرات اور صلح کی دعوت دی۔ (1)

امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک تھامے ہوئے تھے اور آپ ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہم نے اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی کہ ہم نہیں بھاگیں گے۔ ہم نے موت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نہیں کی۔ (2)

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے تحقیق تو نے مجھے درخت کے نیچے بیعت کرنے کے دن دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک سے ایک ٹہنی اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس دن ہم چودہ سو افراد تھے۔ ہم نے موت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نہیں کی۔ بلکہ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو جو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تھا وہ ابو سنان اسدی تھا۔ اس نے آتے ہی عرض کی: آپ دست مبارک آگے بڑھائیے، میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ تو اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو کس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 34-133، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب مبایعۃ الامام، جلد 13، صفحہ 5 (1858)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

بات پر میری بیعت کرے گا؟ تو اس نے عرض کی اسی پر جو آپ کے دل میں ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے اہل مکہ کے پاس تھے، پس لوگوں نے بیعت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے کام لگا ہوا ہے۔ سو آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔ پس رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ عثمان کے لیے ہو گیا جو کہ ان کے اپنے ہاتھوں سے بہتر اور افضل ہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْهِمْ لِاَ نْفُسِهِمْ''

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے ام بشر سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ کے بارے آپ نے فرمایا: بے شک ان پر اطمینان نازل کیا گیا جن سے وفا کا علم ہوا۔

حضرت سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿۱۸﴾ سے مراد فتح خیبر ہے۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے مراسیل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے ایسے غائب کے لیے کوئی حصہ نہیں دیا جو اس میں حاضر نہیں ہوا مگر فتح خیبر کا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت اہل حدیبیہ میں سے غائب افراد کے لیے بھی حصہ نکالا۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ پس یہ غنیمتیں اہل حدیبیہ کے لیے تھیں ان کے لیے بھی جو ان میں سے وہاں حاضر تھے اور ان کے لیے بھی جو وہاں سے غائب تھے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ فرمایا: السَّكِیْنَةَ سے مراد وقار اور صبر ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور ہمیں جو بتایا گیا ہے اس کے مطابق وہ ببول کا درخت تھا جس کے نیچے آقا دو جہاں ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ اس دن ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ انہوں نے اس بات پر آپ کی بیعت کی کہ وہ میدان سے فرار اختیار نہیں کریں گے۔ موت

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 137، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب من فضائل اصحاب الشجر، جلد 16، صفحہ 48 (2496)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 163

4۔ مراسیل ابو داؤد، باب ما جاء فی الجہاد، جلد 1، صفحہ 13، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com

Marfat.com

پر انہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ اور وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً کے بارے فرمایا: یہ خیبر کی غنیمتیں ہیں، اس میں زمین بھی تھی اور مال بھی۔ جسے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ طیبہ کی طرف واپس تشریف لائے۔ ابھی آپ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہی تھے کہ آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی۔ اور فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے دیہاتیوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی مخالفت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ پھر دیہاتیوں کے بارے فرمایا بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ بعد ازاں بیعت کا ذکر فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ اور یہ فتح حدیبیہ کا ذکر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: درخت کے نیچے بیعت کرنے والے ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔ (1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فرمایا: اے ابوامامہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ کے بارے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ سے مراد فتح خیبر ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کثیر غنیمتیں جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ انہوں نے آج دن تک حاصل نہیں کیں۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ فرمایا: انہیں خیبر جلدی عطا کر دیا گیا۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد فتح ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح جلدی عطا فرما دی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 04-103

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ سے مراد اہل مکہ ہیں۔ ''اَنْ يَّسْتَحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَوْ يَسْتَحِلَّ بِكُمْ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اہل مکہ اسے حلال سمجھیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ یا وہ تمہیں حلال قرار دے حالانکہ تم حرام ہو۔ تاکہ یہ اہل ایمان کے لیے ہماری (نصرت کی) نشانی ہو جائے۔ یعنی تمہارے بعد آنے والوں کے لیے سنت ہو جائے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ دونوں نے کہا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال واپس تشریف لائے۔ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر عطا فرمایا۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ میں خیبر کا ذکر ہے۔ سو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالحجہ کے مہینہ میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں تھوڑا قیام فرمایا اور پھر محرم میں خیبر کی طرف چل دیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجیع میں جا اترے۔ یہ غطفان اور خیبر کے درمیان ایک وادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوف لاحق ہوا کہ غطفان ان کی مدد کریں گے۔ چنانچہ آپ نے رات وہاں گزاری اور صبح کے وقت ان پر حملہ کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد خیبر ہے۔ اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ہاتھوں کو مدینہ طیبہ میں ان کے سامان اور اہل وعیال سے روک دیا۔ جب کہ وہ مدینہ طیبہ سے خیبر کی جانب چلے۔ یہ تفسیر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ میں فتح خیبر مراد ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کے تحت انہوں نے فرمایا: دو حلیف اسد اور غطفان، ان پر مستزاد عیینہ بن حصن، اس کے ساتھ مالک بن عوف نصری، ابونضر اور اہل خیبر سب بئر معونہ پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ پس وہ شکست خوردہ ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں نہ آئے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد بنی اسد اور غطفان ہیں۔ اور لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ کے بارے فرماتے ہیں کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی سنت اور دستور یہ ہے کہ جس کسی نے بھی اس کے نبی علیہ السلام کے ساتھ قتال کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل ورسوا کیا۔ پس اسے یا تو ہلاک کر دیا یا اس پر رعب ڈال دیا اور وہ شکست خوردہ ہو گیا اور ہرگز کوئی دشمن اس کے بارے نہیں سنے گا مگر وہ شکست کھائیں گے اور صلح کی پیش کش کریں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب غزوۂ خیبر، جلد 4، صفحہ 197، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا کے بارے فرمایا: یہ وہ فتوحات ہیں جو آج تک ہوتی رہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اَنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ ارشاد اس ارشاد کی طرح ہے: ''اَحَاطَهُ اللّٰهُ بِهَا عِلْمًا اَنَّهَا لَكُمْ'' کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ اس کا احاطہ کر لیا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاسود دیلمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر بن عوام جب بصرہ آئے تو بیت المال میں داخل ہوئے اور وہاں سونا چاندی موجود تھا۔ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اور فرمایا یہ ہمارے لیے ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً میں خیبر کے وقت سے لے کر تمام فتوحات ہیں۔ تَاْخُذُوْنَهَا تمہیں ان سے واسطہ پڑے گا اور تم ان میں مال غنیمت حاصل کرو گے۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ پس ان میں سے خیبر تمہیں جلد ہی عطا فرما دیا۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ اور حدیبیہ کے دن صلح کے وقت قریش کے ہاتھ تم سے روک لیے۔ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تاکہ یہ اس کے بعد آنے والے مومنین کے لیے ان کے پورا ہونے پر شاہد اور دلیل ہو جائے۔ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا اور کئی مزید فتوحات جن کے علم پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان فارس اور روم کو تقسیم فرما دیا۔ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا میں فارس اور روم کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فتح فارس ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا کے بارے فرمایا: کہ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ اس سے مراد عربی گاؤں اور بستیاں ہیں۔ اور بعض دوسروں کا خیال یہ ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم کی (فتوحات) ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا کے تحت کہا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ (کی فتح) ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حنین کی فتح ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب نزول سورۃ الفتح، جلد 4، صفحہ 163، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 164

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 107

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد خیبر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ میں اہل مکہ مراد ہیں۔(2) واللہ اعلم۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

”اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے وادیٔ مکہ میں باوجودیکہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں بھی روک دیا مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے رہیں اور اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم روند ڈالو گے انہیں سو تمہیں پہنچے گی ان کی وجہ سے عار بے علمی کے باعث (نیز) تا کہ داخل کر دے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے۔ اگر یہ (کلمہ گو) الگ ہو جاتے تو (اس وقت) جنہوں نے کفر کیا ان میں سے تو ہم انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے“۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے تو اہل مکہ میں سے اسی مسلح افراد جبل تنعیم کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی جانب آئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔ پس آپ نے ان کے خلاف دعا فرمائی۔ تو وہ پکڑے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بِبَطْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 108

3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 109

marfat.com

Marfat.com

9A A

مَکَّۃَ سے مراد حدیبیہ ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی جسے زنیم کہا جاتا ہے وہ حدیبیہ کے دنوں میں گھاٹی پر چڑھا۔ تو مشرکین نے اسے پھینک دیا اور قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سوار بھیجے اور وہ بارہ شہسواروں کو لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے لیے کوئی عہد یا ذمہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ تو اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ الآیہ۔ (1)

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے ایام میں ہزار سے کچھ زائدہ صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ سے چلے، جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا اور اس کا شعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے بنی خزاعہ کا ایک آدمی جاسوس بنا کر بھیجا، تا کہ وہ آپ کو قریش کے بارے اطلاع کرے۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ جب عسفان کے قریب غدیر اشطاط پر پہنچے، تو آپ کا خزاعی جاسوس حاضر خدمت ہوا۔ اس نے بتایا: میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے آپ کے لیے احابیش کو جمع کر رکھا ہے اور آپ کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے۔ وہ آپ کے ساتھ جنگ لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ شریف سے دور رکھیں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے مشورہ دو۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم ان لوگوں کے اہل وعیال کی طرف متوجہ ہوں جنہوں نے قریش کی معاونت کی ہے اور ہم ان پر حملہ کریں، پھر اگر یہ بیٹھے رہے تو انتہائی پریشان کن اور غمزدہ حالت میں بیٹھیں گے۔ اور اگر یہ مصر رہے تو یہ ہراول دستہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کر دے گا۔ یا تم یہ رائے رکھتے ہو، کہ ہم بیت اللہ کا قصد کرتے ہوئے چلتے رہیں۔ اور جو کوئی ہماری راہ روکنے کی کوشش کرے ہم اس سے قتال کریں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ہی بہتر جانتے ہیں۔ بلاشبہ ہم عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ اس لیے ہم کسی سے بھی جنگ نہ لڑیں۔ البتہ جو کوئی بیت اللہ شریف اور ہمارے درمیان حائل ہو، ہم اس کے ساتھ ضرور قتال کریں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تب چلتے رہو۔ سو وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب کچھ راستہ طے کر چکے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے گھوڑ سوار ہر اول دستے کے ساتھ غمیم کے مقام پر ہے۔ اس لیے دائیں طرف کی راہ اختیار کرو۔ قسم بخدا! خالد کو ان کے آنے کا احساس تک نہ ہوا یہاں تک کہ لشکر کا غبار اس پر جا پڑا۔ اور وہ قریش کو اطلاع کرنے کے لیے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ جب اس پہاڑی راستے پر پہنچے جس سے آپ ﷺ نے ان پر اترنا تھا، تو وہاں آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حل حل۔ یعنی آپ ﷺ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ اٹھی۔ تو لوگوں نے کہا: قصواء تھک چکی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قصواء تھکی نہیں ہے اور ایسا کرنا اس کی عادت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 110، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

بھی نہیں ہے۔ لیکن اسے اس ذات نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! وہ مجھ سے ایسے خطہ کے بارے سوال کریں گے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کریں گے تو وہ انہیں میں عطا کر دوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ جھپٹ کر کھڑی ہوگئی۔ تو آپ نے ان کا راستہ بدل دیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے آخر میں نزول فرمایا۔ پاس ہی ایک کنواں تھا جس میں پانی انتہائی قلیل تھا۔ لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لوگوں نے اس سے سارا پانی نکال لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیاس اور پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ اسے میں کنوئیں میں گاڑ دیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ قسم بخدا! وہ کنواں انہیں سیراب کرنے کے لیے ابلنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد اس سے واپس آگئے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم قبیلہ خزاعہ کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں آیا۔ یہ تمام لوگ اہل تہامہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کے راز لیتے رہتے تھے۔ تو اس نے عرض کی: میں نے کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے کثیر پانیوں کے پاس اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ بچوں والی عورتیں بھی ہیں۔ وہ ضرور آپ سے جنگ لڑیں گے اور بیت اللہ شریف سے آپ کو روکنے کی کوشش کریں گے، حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہم کسی سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے، بلکہ ہم تو عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ بلاشبہ جنگ قریش کے لیے نقصان دہ اور ضرر رساں ہوگی۔ پس اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لیے ایک مدت معین کر دیتا ہوں جس میں وہ میرے لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ اس میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان جنگ نہیں ہوگی۔ اور اگر میں غالب آجاؤں تو پھر اگر وہ چاہیں تو وہ بھی اسی طرح اسلام میں داخل ہو جائیں جس طرح اور لوگ داخل ہوئے۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ بھی کریں تو بھی مدت معاہدہ میں جنگ وجدال سے الگ رہیں۔ اور اگر وہ اس کا انکار کر دیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اس امر پر ان سے جنگ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری جان قربان ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ فتح ونصرت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ یقیناً اپنا فیصلہ نافذ فرمائے گا۔ یہ سن کر بدیل نے کہا: جو کچھ آپ فرما رہے ہیں میں یہ سب عنقریب ان تک پہنچا دوں گا۔ پس وہ چلا گیا اور قریش تک جا پہنچا۔ وہاں جا کر کہا: بے شک ہم ایک خاص آدمی کی جانب سے تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم نے اس سے کچھ باتیں سنی ہیں۔ سو اگر تم خواہش کرو تو ہم وہ باتیں تم پر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے ہمارے ساتھ کی ہیں۔ تو ان کے سفہاء اور بے وقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں کہ تم ہمارے ساتھ کسی شے کے بارے گفتگو کرو۔ لیکن ان میں سے جو صاحب رائے اور دانا لوگ تھے انہوں نے کہا: جو کچھ تم نے ان سے سنا ہے وہ بتاؤ۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ بدیل نے کہا میں نے انہیں سنا ہے کہ وہ اس اس طرح کہتے ہیں اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ سب بیان کر دیا۔ پھر عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور کہا: اے قوم! کیا تم مجھے بچے کی طرح نہیں جانتے؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا: کیا میں تمہیں باپ کی طرح نہیں سمجھتا؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کیا تم مجھے متہم کر سکتے ہو؟ قریش نے کہا۔ ہرگز

marfat.com

Marfat.com

نہیں۔ پھر عروہ نے کہا۔ کیا تم جانتے نہیں کہ میں نے اہل عکاظ کو بھگایا اور جب انہوں نے میری بات کا انکار کیا تو میں اپنے اہل وعیال اور متبعین سمیت تمہارے پاس آ گیا؟ قریش نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ایسا ہی ہے۔ تو پھر عروہ نے کہا: بے شک اس نے تم پر راہ ہدایت کو پیش کیا ہے۔ پس تم اسے قبول کرلو اور مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے اسے کہا کہ درست ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے لگا۔ تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی اسی طرح گفتگو فرمائی جیسی گفتگو بدیل سے فرمائی تھی۔ تو اس وقت عروہ نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اپنی قوم کو تباہ و برباد کردے۔ کیا تو نے عربوں میں سے کسی کے بارے یہ سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اس نے اپنے ہی اہل کو ہلاک اور تباہ کیا ہو؟ اگرچہ تو بعد میں آیا ہے، قسم بخدا! میں یہ چند چہرے دیکھ رہا ہوں اور یہ اوباش قسم کے لوگوں کے چہرے ہیں۔ یہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ''اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ'' (لات کا ختنہ جا کر چوس) کیا ہم ان سے بھاگ جائیں گے اور ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟ تو عروہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ابوبکر ہیں۔ تو اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تیرا مجھ پر وہ احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ ابھی تک میں نے تجھے نہیں دیا، تو بالیقین میں تجھے اس بات کا جواب دیتا۔ راوی کا بیان ہے: وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ تو اسی دوران وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو پکڑنے کی کوشش کرتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑے تھے۔ ان کے پاس تلوار تھی اور وہ خود پہنے ہوئے تھے۔ پس جب عروہ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے قریب کرنے کی کوشش کی تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک سے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹالے۔ عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ نے کہا: اے غدار! کیا میں تیرے چھٹکارے اور بھلائی کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کرتا رہا؟ مغیرہ زمانہ جاہلیت میں چند لوگوں کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا ساز و سامان خود لے لیا۔ پھر مدینہ طیبہ پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ایمان لانا تو درست ہے۔ لیکن تمہارے اس مال سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ دیر تک کنکھیوں سے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دہن مبارک سے جو کنگھار بھی پھینکا وہ بھی ان میں سے کسی کی ہتھیلی پر جا گرا اور اس نے اسے اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی کام کا حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے انتہائی سرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی تعمیل کی۔ اور جب آپ وضو فرماتے تو وہ اس پر آپس میں لڑنے کے قریب پہنچ جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست اور آہستہ کر لیتے۔ اور وہ آپ کے آداب اور تعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ کی جانب ٹکٹکی باندھے نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ کر گیا تو اس نے جا کر بتایا: اے میری قوم! قسم بخدا! میں کئی بادشاہوں کی جانب گیا ہوں۔ مجھے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں جانے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ قسم بخدا! میں کسی

marfat.com
Marfat.com

بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم اور ادب بجالاتے ہوں جتنی تعظیم اور احترام محمد (ﷺ) کے اصحاب ان کی کرتے ہیں۔ قسم بخدا! اگر وہ کنگھارتے ہیں تو وہ بھی ان میں سے کسی کی ہتھیلی پر جا گرتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرہ اور جسم پر سجا لیتا ہے۔ اور جب آپ انہیں کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل میں انتہائی تیزی اور جلدی کرتے ہیں۔ اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو وہ آپ کے وضو پر لڑ پڑتے ہیں۔ اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو وہ آپ کے پاس اپنی آوازوں کو انتہائی پست کر لیتے ہیں۔ اور وہ آپ کی تعظیم اور ادب کی خاطر آپ کی طرف نظر جما کر دیکھتے تک نہیں۔ بلاشبہ یہ تمہارے لیے رشد و ہدایت کی پیشکش ہے تم اسے قبول کر لو۔ پھر بنی کنانہ کے ایک آدمی نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے کہا: تم جاؤ۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں ہے۔ اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی انتہائی تعظیم اور احترام کرتے ہیں۔ پس تم اس کے لیے انہیں اٹھا دو چنانچہ قربانی کے جانور اٹھا دیئے گئے اور لوگوں نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! قریش کے لیے قطعاً مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کو بیت اللہ شریف سے روکیں۔ جب وہ لوٹ کر واپس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو اس نے کہا: میں نے خود قربانی کے جانور دیکھے ہیں انہیں قلادے پہنائے ہوئے ہیں، اور ان کے شعار کیے گئے ہیں۔ (شعار سے مراد گردن کی دونوں جانب سے زخم کا نشان لگا کر خون گردن پر مل دینا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ جانور قربانی کے لیے وقف ہے)۔ لہٰذا میں قطعاً یہ رائے نہیں رکھتا کہ انہیں بیت اللہ شریف کی زیارت سے روکا جائے۔ پھر ایک مکرز بن حفص نامی آدمی اٹھا۔ اس نے کہا: مجھے ان کے پاس جانے سے کی اجازت دو۔ چنانچہ قریش نے اسے کہا: کہ تم جاؤ۔ جب وہ حضور نبی مکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ مکرز ہے۔ یہ فاجر آدمی ہے، حضور نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ گفتگو کر رہا تھا تو اسی اثناء میں سہیل بن عمرو آ گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تحقیق تمہارے لیے معاملہ آسان ہو گیا ہے۔ پس سہیل نے حاضر ہوتے ہی عرض کی: لاؤ اور اپنے اور ہمارے درمیان معاہدہ لکھو۔ چنانچہ آپ ﷺ نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سہیل نے کہا: رحمٰن کون ہے۔ قسم بخدا! میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟ لہٰذا تم یہ لکھو: ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' جیسا کہ تم لکھتے تھے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: قسم بخدا! ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہی لکھیں گے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لکھو ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' پھر آپ نے فرمایا: یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہ سن کر سہیل نے کہا: قسم بخدا! اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ شریف سے قطعاً نہ روکتے اور نہ ہم آپ کے ساتھ جنگ لڑتے۔ بلکہ تم لکھو محمد بن عبد اللہ (ﷺ) اس پر حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو پھر لکھو۔ یہ وہ عہد نامہ ہے جس کا فیصلہ محمد بن عبد اللہ (ﷺ) نے فرمایا۔ زہری نے کہا یہ شرط تسلیم کرنا آپ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ مجھ سے ایسی شے کے بارے سوال کریں گے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہیں تو میں انہیں ضرور عطا کر دوں گا۔ پھر آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم ہو گا کہ تم ہمارے اور بیت

marfat.com

Marfat.com

اللہ شریف کے درمیان راستہ چھوڑ دو گے اور ہم اس کا طواف کریں گے۔ سہیل نے کہا: قسم بخدا! آپ عربوں سے یہ گفتگو نہیں کریں گے کہ ہم نے کمزور رائے کو اختیار کیا ہے۔ بلکہ آپ آئندہ سال آئیں گے۔ پس یہ شرط لکھ دی گئی۔ پھر سہیل نے کہا: آپ پر یہ لازم ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی آپ کی طرف نہیں آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو۔ اور اگر کوئی ایسا آدمی آئے تو آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹا دیں گے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! جو مسلمان ہو کر آئے اسے مشرکین کی طرف کیسے لوٹایا جا سکتا ہے؟ ابھی وہ اسی کیفیت میں تھے کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو آ گئے اور وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی نچلی جانب سے نکلے یہاں تک وہ مسلمانوں کے درمیان پہنچ گئے۔ تو سہیل نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ پہلا آدمی ہے جس کے بارے میں آپ سے تقاضا کرتا ہوں کہ معاہدہ کے مطابق آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹا دیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ابھی معاہدہ کی شرائط مکمل نہیں ہوئی) لہٰذا معاہدہ مکمل ہو جانے کے بعد ہم اسے نہیں توڑیں گے۔ تو سہیل نے کہا: قسم بخدا! میں کسی شے پر کبھی آپ سے صلح نہیں کروں گا (یعنی اگر آپ اسے واپس نہیں کرتے تو پھر میری آپ کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے لیے چھوڑ دو اور اس شرط سے مستثنیٰ قرار دو۔ لیکن اس نے جواب دیا: میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، تو ایسا کر۔ مگر اس نے جواب دیا: میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو ابو جندل نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جائے گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کتنی مشقت اور اذیت برداشت کی ہے؟ اور کتنا شدید عذاب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا گیا ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں اسلام لایا ہوں آج کے دن کے سوا میں نے کبھی شک نہیں کیا۔ چنانچہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، بلاشبہ ایسا ہی ہے۔ پھر میں نے عرض کی: تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیوں دکھا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہی میرا ناصر و مددگار ہے۔ پھر میں نے عرض کی: کیا آپ ہمیں بتایا نہیں کرتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ شریف میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ کیا میں نے تجھے یہ خبر دی تھی کہ تم اس سال بیت اللہ شریف میں آؤ گے؟ تو میں نے عرض کی: نہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ تم کعبہ شریف میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا: اور کہا۔ اے ابو بکر! کیا یہ اللہ تعالیٰ کا نبی برحق نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ پھر میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیونکر دکھا رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اے آدمی! بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی مددگار ہے۔ بس تم رکاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو (یعنی فرمانبردار بن کر رہو) کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اسی حال پر موت آ جائے۔ قسم بخدا! بلاشبہ وہ

marfat.com

Marfat.com

یقیناً حق پر ہیں۔ پھر میں نے کہا: کیا وہ ہمیں بتاتے نہیں تھے کہ ہم بیت اللہ شریف میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں مگر کیا آپ نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ تم اسی سال آؤ گے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ تم کعبہ معظمہ میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسی کے لیے ایک عرصہ تک مسلسل عمل کرتا رہا۔

پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اٹھو، قربانی کے جانور ذبح کرو۔ پھر حلق کرالو (سر منڈالو) قسم بخدا! ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین بار فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کی صورت حال ان سے ذکر کی۔ تو انہوں نے عرض کی آپ تشریف لے جایئے اور ان میں سے کسی سے بات نہ کیجئے۔ اور اپنا جانور ذبح کر دیجئے۔ اور سر مونڈنے والے کو بلا کر اپنا حلق کرا دیجئے پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی ایک سے بھی کوئی گفتگو نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ یہ عمل کر لیا کہ اپنی قربانی کو جانور ذبح کر دیا اور حالق کو بلا کر اپنے سر کا حلق کرا لیا۔ پس جب صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے بھی جانور ذبح کر دیئے، اور وہ بعض آپس میں ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے، حتی کہ قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو غم کی وجہ سے قتل کر دیتے۔ پھر ایمان والی عورتیں آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنہ: 10) اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو عورتوں کو طلاق دی۔ وہ دونوں حالت شرک میں آپ کے پاس تھیں۔ پھر ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے۔ پھر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ تو وہاں قریش میں سے ابوبصیر نامی ایک آدمی مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ تو قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا جو معاہدہ آپ نے ہمارے ساتھ کر رکھا ہے اس کے مطابق آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے ساتھ لے کر نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ تو وہاں ان میں سے ایک ابونصیر نے کہا: قسم بخدا! اے فلاں! میں تیری اس تلوار کو انتہائی خوبصورت اور عمدہ دیکھ رہا ہوں۔ پس دوسرے نے اسے سونتا اور کہا: قسم بخدا! یہ انتہائی عمدہ ہے۔ میں نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ تو حضرت ابونصیر نے اسے کہا: مجھے دکھاؤ، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، سو اس نے وہ تلوار آپ کو دے دی۔ تو آپ نے اسے ضرب لگائی۔ یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا (یعنی مر گیا) اور دوسرا بھاگ گیا، حتی کہ مدینہ طیبہ آ پہنچا اور دوڑتے ہوئے مسجد میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ آدمی انتہائی ششدر اور خوفزدہ دکھائی دے رہا ہے۔ جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو اس نے

marfat.com

Marfat.com

کہا: اسے قتل کا خوف ہے۔ قسم بخدا! میرے ساتھی کو قتل کیا جا چکا ہے۔ اتنے میں حضرت ابو بصیر بھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آپ نے اپنی ذمہ داری کو پورا فرما دیا ہے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "افسوس ابو بصیر پر کہ اس نے جنگ کی آگ کو بھڑکا دیا۔ کاش! کوئی اس کی امداد و اعانت کرتا" جب ابو بصیر نے یہ کلام سنا تو اسے یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پھر مشرکوں کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا اور ساحل سمندر پر آ پہنچا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مشرکین سے رہا ہو کر آ گئے اور وہ بھی ابو بصیر سے جا ملے۔ پس جو آدمی بھی قریش سے مسلمان ہو کر نکلتا تھا وہ آ کر ابو بصیر کے ساتھ مل جاتا۔ یہاں تک کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔ پھر قسم بخدا! جب بھی وہ سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف نکلا ہے تو وہ اس کا راستہ روکتے، آدمیوں کو قتل کر دیتے اور ساز و سامان چھین لیتے تھے۔

چنانچہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ انہیں اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور جو بھی ان میں سے آپ کے پاس آ جائے گا وہ امان میں ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ یہاں تک کہ وہ پہنچ گئے حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ اور ان میں جاہلیت کی حمیت اور تعصب یہ تھا کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور نہ انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا اقرار کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ شریف کے درمیان حائل ہو گئے۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن معاہدہ لکھنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ آئے۔ ہم چودہ سو افراد تھے۔ پھر مشرکین مکہ کے ساتھ ہماری صلح کی گفتگو ہوئی۔ جب ہم نے صلح کر لی اور ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل گئے تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سائے میں لیٹ گیا۔ تو اہل مکہ کے چار مشرک میرے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے باتیں کرنے لگے۔ تو میں نے انہیں غصے میں چند باتیں کہیں اور دوسرے درخت کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ وادی کے نیچے کی جانب سے منادی نے بلایا: اے مہاجرین! مدد کو آؤ۔ ابن زنیم قتل کر دیئے گئے۔ پس میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چاروں پر سختی کی۔ وہ سوئے پڑے تھے۔ میں نے ان کے ہتھیار لے لیے۔ اور تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے چہرۂ مصطفیٰ کو قابل تکریم بنایا! تم میں سے کوئی اپنا سر نہ اٹھائے، ورنہ میں اسے مار دوں گا جس میں اس کی آنکھیں ہیں (یعنی اس کا سر قلم کر دوں گا)۔ پھر میں انہیں چلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آیا اور میرا چچا عامر عبلات میں سے ایک آدمی کو لے آیا۔ اس کا نام مکرز تھا اور مشرک تھا۔ وہ اسے کھینچ کر لا رہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 16-113، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب غزوة الحديبية، جلد 5، صفحہ 233 (9784)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

تھا۔ حتی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ستر مشرکین اکٹھے کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو، ان کے لیے ابتداء اور انتہاء میں گناہ ہوں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔(1)

امام احمد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابونعیم نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے تنے کے پاس تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ اور اس درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کی پشت پر پڑ رہی تھیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو آپ ﷺ کے سامنے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ لکھو بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ تو سہیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ہم نہ رحمٰن کو جانتے ہیں اور نہ رحیم کو۔ آپ ہمارے عہد نامے میں وہ لکھیں جسے ہم پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لکھو۔ ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' اور لکھا یہ وہ شرائط ہیں جن میں محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے صلح کی۔ پھر سہیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: تحقیق ہم نے آپ کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس لیے ہمارے فیصلہ میں وہ لکھو جسے ہم جانتے ہیں۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لکھو ان شرائط پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے صلح کی۔ پس ہم اسی حالت پر تھے کہ اچانک تیس نوجوان ہماری طرف آئے۔ وہ ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ وہ ہمارے سامنے جھپٹ پڑے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں کو پکڑ لیا۔ اور حاکم کے الفاظ ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو سلب کر لیا۔ پس ہم ان کی طرف اٹھے اور انہیں پکڑ لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا تم کسی کی ضمان میں ہو یا کسی نے تمہیں امان دی ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ قربانی کا جانور لے کر نکلے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر آ کر رکے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ کی قوم پر بغیر ہتھیاروں اور گھوڑوں کے جنگ مسلط ہو جائے گی۔ پس آپ نے مدینہ طیبہ پیغام بھیجا اور اس میں جو ہتھیار اور دیگر سامان حرب تھا وہ اٹھا لیا۔ جب آپ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو قریش نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ منیٰ میں آ پہنچے اور منیٰ میں ہی نزول فرمایا۔ وہاں عیینہ بن عکرمہ بن ابی جہل آیا جو کہ پانچ سو افراد کی معیت میں آپ کے لیے نکلا تھا۔ پس آپ نے خالد بن ولید کو کہا: اے خالد! یہ تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ اور تیرے پاس گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا ہے۔ تو خالد نے کہا: میں سیف اللہ اور سیف رسول ہوں۔ یعنی (اللہ اور اس کے رسول کی تلوار) پس اس دن آپ کا نام سیف اللہ رکھا گیا۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب غزوۃ الاحزاب، جلد 12، صفحہ 49-147 (1807)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

نے انہیں گھوڑے پر بھیجا اور وہ گھاٹی میں جا کر عکرمہ سے ملے اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکہ کی آبادی میں داخل کر دیا۔ پھر وہ تیسری بار لوٹا۔ پھر آپ نے اسے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ اسے مکہ کی آبادی میں داخل کر دیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ الآیہ۔ فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر کامیابی عطا کرنے کے بعد مسلمانوں کو باقی رکھنے کے لیے ان سے روک لیا۔ مسلمان اس میں باقی رہے مگر وہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ گھوڑے انہیں روند ڈالیں۔ (1)

امام ابن منذر نے ضحاک اور سعید بن جبیر دونوں سے یہ بیان کیا ہے کہ معکوف بمعنی محبوس ہے (جس کو روکا گیا)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے۔ جب انہیں بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا تو وہ اس کی طرف اس طرح مشتاق ہوئے جیسے اپنے بچوں کی طرف اشتیاق کا اظہار کیا جاتا ہے۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے۔ اس دن جب آپ نے درخت کے نیچے بیعت لی اور اس دن جب کہ قربانی کے جانوروں کو لوٹا دیا گیا کہ وہ بندھے رہیں اور وہ اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ تو مشرکوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سی شے آپ کو اس پر برانگیختہ کر رہی ہے کہ آپ انہیں ہم پر داخل کریں حالانکہ ہم اسے ناپسند کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھ سے اور تیرے آباء و اجداد سے بہتر اور افضل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بالیقین اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ الآیہ کے بارے حسن بن سفیان، ابو یعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن قانع، الباوردی، طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابو جمعہ جنید بن سبیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے دن کے پہلے حصہ میں کافر ہونے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ لڑی اور دن کے آخری حصہ میں مشرف باسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ لڑی۔ پس ہمارے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ ہم نو افراد تھے جن میں سات مرد اور دو عورتیں تھیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ فرمایا: جب کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لوٹایا۔ أَن تَطَئُوهُمْ کہ تم انہیں ان کے قتل کرنے کے سبب روند ڈالو گے۔ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر کفار مومنین سے الگ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کو قتل کرنے کے سبب دردناک عذاب دیتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ کے بارے میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 15-314، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے دن مشرکین سے ان مومنین کو دور کر دیا جو ان کے درمیان رہ رہے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اور وہ اسلام کی بات کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ناپسند فرمایا کہ انہیں اذیت دی جائے اور انہیں روند ڈالا جائے جس وقت کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو حدیبیہ کے دن واپس لوٹا دیا گیا۔ سو مسلمانوں کو ان کی وجہ سے عار پہنچے گی۔ بغیر علم کے یعنی بے علمی کے سبب گناہ پہنچے گا۔ (1)

امام ابن جریر نے ابن زید سے بیان کیا ہے کہ مَّعَرَّةٌ کا معنی گناہ ہے۔ اور لَوْ تَزَيَّلُوْا کا معنی ہے اگر وہ جدا ہو جائے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت میں عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ سے مراد قتل اور قید ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کو کفار سے دور ہٹا دے گا۔ (4)

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾

''جب جگہ دی کفار نے اپنے دلوں میں ضد کو ہی (زمانہ) جاہلیت کی ضد تو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے رسول (مکرم) پر اور اہل ایمان پر اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر اور وہ اس کے حق دار بھی تھے اور اس کے اہل بھی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سہل بن حنیف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے صفین کے دن کہا: تم نے اپنے آپ کو بدگمان کیا ہے۔ تحقیق تو نے ہمیں حدیبیہ کے دن دیکھا کہ ہم اس صلح سے خوف کھا رہے تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان قائم ہوئی اور اگر ہم جنگ دیکھتے تو بالیقین ہم جنگ کرتے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر عرض کی: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر عرض کی: پھر ہم کیوں اپنے دین کے بارے میں کمزوری دکھا رہے ہیں اور اس کی طرف لوٹ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 19-117
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 213 (2908)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 118

marfat.com

Marfat.com

فرمایا: اے ابن خطاب! بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ ہرگز مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پس وہ حالت غضب میں واپس لوٹ گئے اور صبر نہ کر سکے۔ حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے: اور کہا: اے ابوبکر! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم کی آگ میں نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن خطاب! بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور انہیں یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ فتح ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔(1)

امام نسائی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوادریس رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ یہ آیت پڑھتے تھے: اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ اگر تم بھی اسی طرح ضد کرتے جیسے انہوں نے ضد کی تو مسجد حرام میں فساد برپا ہو جاتا۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ پس وہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ آپ پر گراں ثابت ہوئی تو آپ نے انہیں اپنی طرف بلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام میں سے بھی کچھ لوگوں کو بلا بھیجا۔ ان میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو آپ نے فرمایا تم میں سے سورۂ فتح کون پڑھے گا؟ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آج کی ہماری قرأت کے مطابق پڑھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے غصہ آ گیا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں بات کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا بات کیجئے۔ تو انہوں نے کہا: تحقیق آپ یہ جانتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا تھا اور آپ ﷺ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور آپ دروازے پر ہوتے۔ لہٰذا اگر آپ پسند فرمائیں کہ میں لوگوں کو اس طرح پڑھاؤں جیسے آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی ہے۔ تو میں پڑھاتا ہوں ورنہ جب تک میں زندہ رہا ایک حرف بھی نہیں پڑھاؤں گا۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگوں کو پڑھاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ کے ان پر داخل ہونے کے بارے ضد کی اور کہا: وہ ہم پر ہمیشہ کے لیے داخل نہیں ہو سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ضد کو ختم کر دیا (یعنی ان کے جواب میں انہوں نے ضد نہ کی)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اصلح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حسین بالوں والے، خوبرو شکل اور شکار کے عادی انسان تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ابوجہل کے پاس سے گزرے۔ اس نے آپ ﷺ کو روکا اور آپ کو اذیت پہنچائی۔ پس حضرت حمزہ شکار سے واپس لوٹے۔ ان کی دو بیویاں ان کے پیچھے چلنے لگیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: اگر یہ جان لیں جو کچھ ان کے بھتیجے کے ساتھ ہوا ہے۔ آپ نے اپنی رفتار آہستہ کی اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا ہوا ہے؟ یہ سن کر آپ میں حمیت آ گئی۔ چنانچہ آئے اور سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

وہاں ابوجہل کے سر پر اپنی قوس سے ضرب لگائی۔ پھر کہا: میرا دین وہی ہے جو محمد ﷺ کا دین ہے، اگر تم سچے ہو تو مجھے روک لو۔ قریش اٹھ کر ان کی طرف آئے اور کہنے لگے یا ابا یعلی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ فرمایا: مراد حضرت حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ تو اس کے بارے ترمذی، عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن جریر، دار قطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابو الحسین بن مروان رحمہما اللہ نے فوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہے۔

امام احمد نے حمران مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بلاشبہ میں وہ کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ دل سے حق سمجھ کر کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام قرار دیتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلمہ اخلاص کون سا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کے اصحاب پر لازم کیا ہے۔ اور وہی وہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى ہے جس کی ترغیب اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کو موت کے وقت دلائی۔ اور وہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ”شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔ اور یہی ہر قسم کے تقویٰ کی بنیاد ہے۔(4)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الفتح، جلد 9، صفحہ 122 (3265)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 120، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 63، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 121

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت علی الازدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ تو آپ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ '' تو آپ نے فرمایا: یہی ہے یہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور دارقطنی رحمہما اللہ نے الافراد میں حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ دونوں نے کہا کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ '' ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان دو میں سے ایک نے کہا: كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد اخلاص ہے۔ اور دوسرے نے کہا كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ '' ہے۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد کلمۃ الاخلاص ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد، حسن، قتادہ، ابراہیم تیمی اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہم سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطا خراسانی سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ (6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ (7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمان اس کا زیادہ حق رکھتے تھے اور وہی اس کے اہل تھے۔ (8) واللہ اعلم۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 122 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 121 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 122 8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 123

marfat.com

Marfat.com

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٢٨﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن و امان سے، منڈواتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے، تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہوگا۔ پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے تو اس نے عطا فرمادی (تمہیں) اس سے پہلے ایسی فتح جو قریب ہے۔ وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر۔ اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام امن و امان سے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور ترشواتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے حدیبیہ کے مقام پر قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو صحابہ کرام نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا خواب کہاں گیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾ تک مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ پھر وہ لوٹ کر آئے اور خیبر کو فتح کیا۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے عمرہ کیا۔ پس آئندہ سال آپ ﷺ کے خواب کی تصدیق ہوگئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ کے تحت آپ نے فرمایا: آپ ﷺ کے خواب کی تاویل عمرہ قضاء ہے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ اور مومنین کا اپنے سروں کو منڈاتے ہوئے یا ترشواتے ہوئے بیت اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حق کے ساتھ سچا خواب دکھایا۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ امن و امان کے ساتھ ہیں، اپنے سروں کو منڈوا رہے ہیں اور ترشوا رہے ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ تم عنقریب اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بالوں کو ترشواتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ جب یہ سورت حدیبیہ کے مقام پر نازل ہوئی اور اس سال آپ ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل نہ ہو سکے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً

marfat.com

تو منافقین نے اس بارے میں طعنہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ یعنی میں نے آپ ﷺ کو یہ نہیں دکھایا اگر آپ اسی سال داخل ہوں گے، لیکن آپ داخل ضرور ہوں گے۔ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مکان کا رد کیا ہے جو مومن مردوں اور عورتوں کے سامنے تھا اور مؤخر کیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں اسے داخل فرمائے گا جسے چاہے گا، ان میں سے جو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ فرمایا: اس فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ کہ جب وہ حدیبیہ سے لوٹ کر آئے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ فتح عطا فرمائی۔ اور حدیبیہ کے تمام شرکاء پر اسے تقسیم فرما دیا۔ سوائے انصار کے ایک آدمی کے، جسے ابو دجانہ سماک بن خرشہ کہا جاتا ہے۔ وہ حدیبیہ میں حاضر تھے مگر خیبر سے غائب تھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ذوالقعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ مہاجرین و انصار بھی تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔ تو قریش آپ کی جانب نکل پڑے اور انہوں نے آپ ﷺ کو بیت اللہ شریف سے روک دیا، یہاں تک کہ فریقین کے درمیان گفتگو اور تنازع شروع ہو گیا اور قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ چھڑ جاتی۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے درخت کے نیچے بیعت لی۔ اس وقت ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ وہی بیعت رضوان کا دن ہے۔ پس آقائے دو جہاں ﷺ نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ قریش نے کہا ہم آپ کے ساتھ صلح اس شرط پر کرتے ہیں کہ آپ اپنی قربانیاں اسی مقام پر ذبح کر دیں اور سر منڈوا کر واپس چلے جائیں۔ اور جب آئندہ سال آئے گا تو ہم آپ کے لیے تین دن تک مکہ مکرمہ خالی کر دیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ پس وہ عکاظ کی جانب نکل گئے۔ اور تین دن تک وہیں مقیم رہے۔ اور انہوں نے آپ پر یہ شرط بھی لگائی کہ آپ سوائے تلوار کوئی ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے۔ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی آدمی آپ کے ساتھ آملے تو آپ اسے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ پس آپ ﷺ نے وہیں قربانی کا جانور ذبح کیا، حلق کرایا اور واپس لوٹ گئے۔ حتیٰ کہ آئندہ سال جب وہی دن آئے تو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ الآیہ۔ اور آپ ﷺ پر یہ آیت بھی نازل فرمائی: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرہ: 194) الآیہ۔ (2)

رہا ارشاد گرامی مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ تو اس کے بارے امام مالک، طیالسی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بال ترشوانے والوں پر بھی۔ پھر آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 383 (36843)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بال ترشوانے والوں پر بھی۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: بال ترشوانے والوں پر۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کہا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہی جملہ فرمایا۔ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ'' صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی۔(2)

امام طیالسی، احمد اور ابویعلی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما کے سوا حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تمام اصحاب نے اپنے سروں کا حلق کرایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار مغفرت طلب کی اور قصر کرانے والوں کے لیے صرف ایک بار۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حبشی بن جنادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: اے اللہ! قصر کرانے والوں کی مغفرت فرما۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی مریم رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی۔ میں نے اس دن اپنے سر کا حلق کرایا ہوا تھا اور اپنے سر کا حلق کرانا سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے خوش کر رہا تھا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی الحصین رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنی دادی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرمائی۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفضیل الحلق، جلد 9، صفحہ 43 (318)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفضیل الحلق، جلد 9، صفحہ 44-43 (1302)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 89، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الحلق، جلد 3، صفحہ 220 (13621)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 221 (13622)

6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفضیل الحلق، جلد 9، صفحہ 44 (1303)

marfat.com

Marfat.com

10/01

یہ فرماتے سنا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔ تو پھر ایک آدمی نے عرض کی: قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ ﷺ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ سے یہ پوچھا گیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے صرف ایک بار دعا مانگی ہے۔ یہ ترجیح کیوں دی؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حلق کرانے والوں کو کیا ہوا کہ آپ نے رحم کی دعا میں انہیں ترجیح دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پہلی بار حج کرنے والے آدمی کے لیے مستحب قرار دیتے تھے کہ وہ حلق کرائے اور پہلی بار عمرہ کرنے والے کے لیے مستحب قرار دیتے تھے کہ وہ بھی حلق کرائے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ حلق کرنے والے کو فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ حج اور عمرہ میں حلق کرے تو دونوں ہڈیوں تک پہنچے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطار حمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: سنت یہ ہے کہ حلق دونوں ہڈیوں تک ہو۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حلق کرنے والے کو اسی طرح فرمایا اور اپنے دست مبارک سے دائیں جانب اشارہ کیا۔(7)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں ہے بلکہ ان پر صرف تقصیر (بال ترشوانا) ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 177، دار صادر بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ماجری فی احرامہم، جلد 4، صفحہ 151، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الحلق، جلد 3، صفحہ 220 (13618)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 4۔ ایضاً (13614)

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 318 (14565) — 6۔ ایضاً (14569) — 7۔ ایضاً (14570)

marfat.com

Marfat.com

فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹

"(جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقت ور ہیں، آپس میں بڑے رحم دل ہیں، تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے، طلب گار ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے۔ ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔ یہ ان کے اوصاف تورات میں (مذکور) ہیں۔ نیز ان کی صفات انجیل میں بھی (مرقوم) ہیں۔ (یہ صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا پھر تقویت دی اس کو پھر وہ مضبوط ہو گیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اپنے تنے پر (اس کا جوبن) خوش کر رہا ہے بونے والوں کو، تاکہ (آتش) غیظ میں جلتے رہیں انہیں دیکھ کر کفار۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجر عظیم کا"۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے بروایت مالک ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ښ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ مالک نے فرمایا: یہ انجیل میں نازل ہوا اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی نعت ہے۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن ابی شیبہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! میں بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رونے سے الگ پہچاننے لگی۔ حالانکہ میں اپنے حجرہ میں تھی۔ اور وہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ عرض کی گئی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں۔ لیکن جب آپ یہ کیفیت پاتے تھے تو اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرمائے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانا وہ ہم میں سے نہیں۔ (2)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، جلد 6، صفحہ 28 (1922)، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ماذکر فی الرحمۃ من الثواب، جلد 5، صفحہ 214 (25359)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بدبخت کے سوا رحمت کسی سے نہیں چھینی جائے گی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرمائے گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس علامت سے مراد وہ نشان نہیں جو تم دیکھتے ہو۔ بلکہ اس سے مراد اسلام کی علامت، اس کی آب و تاب، اس کا حسن و جمال اور اسلام کا خشوع اور عجز و انکساری ہے۔(3)

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ السمت سے مراد حسن ہے۔(4)

امام طبرانی نے الاوسط اور صغیر میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ نور ہے جو قیامت کے دن ان کے چہروں پر نمایاں ہوگا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ سے مراد وہ سفیدی ہے جو قیامت کے دن ان کے چہروں کو ڈھانپ لے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے چہروں میں سجدوں کی جگہ قیامت کے دن نسبتاً زیادہ سفید اور روشن ہوگی۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے پر فخر کریں گے جن کی امت کے افراد زیادہ ہوں گے۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اس دن تمام کی نسبت زیادہ افراد کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن ان میں سے ہر آدمی بھرے ہوئے حوض پر کھڑا ہوگا۔ اس کے پاس عصا ہوگا۔ اور اپنی امت میں سے جسے اس نے پہچان لیا وہ اسے بلا لے گا۔ اور ہر امت کے لیے ایک علامت ہوگی جس کے سبب ان کا نبی انہیں پہچان لے گا۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سنن میں حمید بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں سائب بن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ماذکرنی الرحمۃ من الثواب، جلد 5، صفحہ 214 (25360)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 215
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 127، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

یزید کے پاس تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اس کے چہرہ میں سجدوں کا نشان تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: تحقیق اس نے اپنا یہ چہرہ خراب کر دیا ہے۔ قسم بخدا! یہ وہ نشان نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ میں اسی برس سے اپنے چہرے پر نماز پڑھ رہا ہوں۔ میری آنکھوں کے درمیان سجدوں سے کوئی نشان نہیں بنا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد چہرے پر نشان نہیں بلکہ اس سے مراد خشوع ہے۔ (1)

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خشوع اور تواضع ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وضو کے پانی کی تری اور مٹی کی نمناکی ہے۔ (3)

امام ابن نصر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو جاگنا ہے کیونکہ جب آدمی رات کو جاگتا ہے تو اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ سے مراد رات کو جاگنے (کا نشان) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: جب آپ اپنی امت کے کسی آدمی کی طرف دیکھیں گے تو آپ وضو کے اثر سے پہچان لیں گے کہ یہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہے۔ اور جب آپ صبح کریں گے تو آپ پہچان لیں گے کہ اس نے رات کی نماز (نماز تہجد) پڑھی ہے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم وہ دین میں پاک دامنی، حیاء اور عادات و خصائل کا حسین ہونا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کی طرف لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ تحریر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے جو کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اس بھائی کے صاحب ہیں جنہوں نے اس (دین) کی تصدیق کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے۔ خبردار سنو! اے تورات کو ماننے والی جماعت! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ہے۔ اور تم اپنی کتاب میں یہ پاتے ہو: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ الی آخر السورۃ۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے تورات و انجیل میں لکھا ہوا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 129

marfat.com

Marfat.com

ابوعبید، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن منذر نے عمار مولی بنی ہاشم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قدر کے بارے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کے بارے سورۂ فتح کے آخر پر اکتفا کرو: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ الی آخر السورۃ۔ یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق سے پہلے ان کی نعت اور تعریف بیان کی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے لیے بعض کے دلوں میں رحمت ڈال دی۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ فرمایا ان کی علامت نماز ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ فرمایا اسی کی مثل تورات میں ہے۔ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ فرمایا یہ دوسری مثال ہے۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فرمایا یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نعت انجیل میں ہے (1) آپ سے کہا گیا: بے شک عنقریب ایک قوم آئے گی، وہ کھیتی کے اگنے کی طرح اگیں گے۔ اور انہیں میں سے ایک جماعت ہوگی جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ان کی نمازوں کے آثار ان کے چہروں میں ظاہر ہوں گے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فرمایا: اس کی بالی جب اپنے دانے سے نکل کر نباتات بننے تک پہنچتی ہے۔ ''فَاٰزَرَهٗ'' فرماتے ہیں: جب کہ اس کی کونپلیں اکٹھی ہو کر بالیاں بن جاتی ہیں۔ تو یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی بیان فرمائی ہے۔ جب ایک قوم نکلے گی وہ اس طرح اگیں گے جس طرح کھیتی اگتی ہے۔ ان میں لوگ ہوں گے جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ پھر ان میں وہی مضبوط ہو جائیں گے جو ان کے ساتھ تھے۔ اور یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ اکیلے ہی تنہا نبی کو مبعوث فرمائے گا۔ پھر تھوڑے سے لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے۔ وہ اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے پھر وہ قلیل کثیر ہو جائیں گے۔ اور عنقریب وہ قوت پکڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کفار پر غالب کر دے گا۔ پس وہ اپنی کثرت اور اپنے حسین اگنے کے سبب بونے والے کو خوش کر رہا ہے۔ (2)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ''كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ'' کے بارے فرمایا: گندم کا بیج (دانے) متفرق ہوتا ہے۔ اور ہر دانے نے ایک پٹھا اگایا ہے پھر اس کے اردگرد اسی طرح کے اور پٹھے اگائے۔ یہاں تک کہ اسے تقویت دی اور وہ سیدھا اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔ وہ فرما رہا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب قلیل تھے۔ پھر وہ کثیر ہو گئے اور انہوں نے تقویت پکڑ لی۔ (3)

ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَزَرْعٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ کھیت کی اصل اور بنیاد حضرت عبدالمطلب ہیں۔ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ جس نے اپنا پٹھا نکالا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 126,29,30,31، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 127,32,33 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 132

marfat.com

Marfat.com

فَاٰزَرَهٗ پھر اسے تقویت دی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ فَاسْتَغْلَظَ پھر وہ مضبوط ہو گیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ، فَاسْتَوٰی پھر سیدھا کھڑا ہو گیا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سبب۔ عَلٰی سُوْقِهٖ اپنے تنے پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تا کہ انہیں دیکھ کر کفار (آتش) غیظ میں جلتے رہیں۔

ابن مردویہ، قلنطی اور احمد بن محمد الزہری نے فضائل الخلفاء الاربعہ میں، اور شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح۔ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے ساتھ فَاسْتَغْلَظَ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام مراد ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ یعنی کھیت کی مانند جس نے اپنا پٹھا نکالا۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ کا معنی ہے اس کھیت کی مانند جس نے اپنا پٹھا اور اپنی کونپلیں نکالیں۔ (1)

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ کا معنی ہے جب اس سے طاقت نکلتی ہے۔ فَاٰزَرَهٗ تو اس نے اسے تقویت دی۔ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ فرمایا: یہی مسلمانوں کی مثال ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ کا مفہوم یہ ہے کہ جو کھیتی کے پہلو میں نکلتا ہے پھر وہ اسے کمال تک پہنچاتی ہے اور بڑھاتی ہے۔ فَاٰزَرَهٗ پھر اس نے اسے مضبوط کیا اور اس کی معاونت کی۔ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ پھر وہ اپنی جڑوں پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ (2)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سورۂ فتح پڑھی۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تو فرمایا تا کہ اللہ تعالیٰ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ذریعہ کفار کو (آتش) غیظ میں جلائے۔ پھر فرمایا: تم کھیت ہو اور اس کی کٹائی کے دن قریب ہیں۔ (3)

حاکم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے انہیں استغفار کا حکم دیا، تو کفار نے انہیں برا بھلا کہا۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 32-131
3۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 501 (3718)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (3719)

marfat.com

Marfat.com